# فکروفنِ اقبال*

## پریشان خٹک

فکر کی ماہیت اور فن کی ہیئت چند در چند ہے شاعری خارجی حقیقت اور داخلی صداقت کی بیک وقت مظہر ہے فکر یا خیال جو اس کا اظہار کرتا ہے اور فن جو اس کا ذریعہ بنتا ہے، ایک بڑا نکتہ آفریں ہے، اور دوسرا بہت پہلو دار پھر جب ان دونوں کو کلام اقبال کے حوالے سے زیر بحث لایا جائے تو ان کے تنوع اور بوقلمیت کا کوئی شمار و اندازہ نہیں رہتا ہماری اردو اور فارسی، بلکہ جملہ مشرقی، شاعری میں کچھ بکے بندھے اسلوب رائج رہے ہیں جو سکہ بند ہیں ہم انہیں کلاسیکی قرار دے کر شعر میں فکروفن کا مطالعہ اسی کے خاص پیرایے میں کرتے ہیں، مثلاً غزل گو شعرا کے بیان میں تصوف، محبت، موت اور زندگی کی باتیں، پرانی مثنویوں میں روایتی رومانی داستانیں، قصیدے میں مبالغہ وغلو کے ساتھ تشبیب و گریز کے بعد مدح سرائی، مرثیے میں منظر نگاری اور رزم آرائی بڑی آسانی سے بات کی اور کہی جاسکتی ہے۔

اقبال کو ہم مندرجہ بالا شعرا کی صف میں فکروفن کے اعتبار سے کہیں بھی نہیں کھڑا کر سکتے، حالانکہ انہوں نے قریب قریب ہر صنف سخن میں خامہ فرسائی کی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ فکر اور خیال ان کا انہی سمندروں میں غواصی کر کے موتی نکالتا رہا جو عام طور سے اردو، فارسی بلکہ جملہ مشرقی شعرا کی شناوری کا بسیط بساط رہے۔ وہی محبت اور عشق، وہی موت و حیات، وہی جمال و حسن، وہی تاریخی

داستانوں کے حوالے، ہجو بھی، مدح بھی، سب عالم گیر اقدار اور سچائیاں،

*21 اپریل 1981 کو منعقدہ یوم اقبال پر پڑھا گیا

جو مشرقی ادب کا طرہ امتیاز ہیں حیرت مگر یہ ہے کہ نہ اقبال کی غزل روایتی غزل کے مزاج کی حامل ہے، نہ ان کی کوئی مثنوی ''گلزار نسیم'' اور مثنوی ''زہر عشق'' کے انداز کی ہے، بلکہ ان کے فکر نے تصوف، فقر، خودی ایسے مسلکوں کو بھی بالکل نئے پیرائے میں ڈھال کر پیش کیا۔

اقبال اپنے آپ کو شاعر نہیں کہتے بلکہ وہ اس ذریعہ شعر سے علام حکیمیہ کی آبیاری کرتے ہیں ان کا اپنا شعر ہے

بنی خیر ازاں مرد فرودست
کہ برمن تہمت شعر و سخن بست

لہذا میں ان کی شاعری کو عقلانی و ذوقی اور ان کے فکر کو درک و دریافت پر محمول جانتا ہوں ایسا بھی نہیں ہے کہ فکر کے امتیازی رنگ اور انفرادی آہنگ کے سبب ناخن فکر کی نادرہ کاری کا معجزہ وجود میں نہیں آیا فن کی جلوہ سامانی مدھم نہیں کہ سادگی، اظہار میں برجستگی، بیان اور رنگینی، زبان کا سامان فراہم ہے۔ جوش و اصلیت پر البتہ مبالغہ آرائی اور مضمون آفرینی کی چھاپ نہیں ہمیں ان کے ہاں ندرت خیال کے ساتھ تراکیب کی چستی، بندش کی درستی، زبان کی پختگی اور موزونیت نمایاں طور پر نظر آتے ہیں

فکر اقبال کا محور ''وقار زندگی'' ہے ان کی تمام تر شاعری میں یہی ایک پیغام موجود ہے راز دان دانش نو اقبال خزائن علم و فلسفہ شرق و غرب پر پورا تسلط رکھتے

تھے وہ صوفی نہیں تھے، نہ وحدت وجودی تھے ان کا پیغام بیداری، آزادی اور سرفرازی کا پیغام تھا، کاہلی، بے کاری، ناتوانی، درماندگی کو کفر و گمراہی جانتے تھے انسان کو عظیم و بزرگ، خلیفہ و نائب خداوندی مانتے تھے اور مسلمانان عالم کی طرف سے انہوں نے تمام بشریت کو پیام محبت دیا شراب، صوفی، افیون شاعر، فریب ملا کو مسلمان کے حق میں سم قاتل سمجھتے تھے انہوں نے ''اسرار خودی'' میں ''فرد'' کو شجاعت، پامردی، راستی، استغنا اور بردباری کے خواص اپنانے کی دعوت دی، جس سے خودی اور خود داری پیدا ہوتی ہے ''رموز بے خودی'' میں فرد کو بے خودانہ جماعت

---

1 ''کلیات اقبال فارسی'' (''گلشن راز جدید'') ص 538

---

میں گم ہو کر عظمت و بزرگی حاصل کرنے کا درس دیا۔ اسی طرح فقر جہاں کشائی کہ امانت مصطفائی ہے اس فقر سے، جو نام نہاد مدعیان خانقاہ نشینی کا پیدا کردہ ہے کہ مرید کو مراد کے چکر میں ڈال کر زبونی و گمراہی کا باعث بنتا ہے، ممیز کیا اور ''الفقر فخری'' کی تاب ناک صورت دکھائی۔

''وقار زندگی'' کے حصول اور بحالی کے لیے، اقبال نے شاعری کو بالکل نئے ڈھب سے استعمال کیا انہوں نے فن کی تمام اقدار کو ملحوظ رکھا، کسی روایت کو مجروح نہ کیا غزل، نظم، مثنوی، مسدس کے اسالیب ہی میں اپنے افکار کو پیش کیا بلکہ پرانی تشبیہات، صنائع بدائع اور شعریت کے دیگر محاسن بھی ان کے مدنظر رہے۔ زبان سے گل و بلبل، زلف و رخسار کی تراکیب بھی اختیار کیں، لیکن اس کے باوجود ایک ایسی طرز شاعری کی اپنائی کہ جو کلیتہً ان کی اپنی تھی نہ پہلے وہ انداز اردو ادب میں

کہیں پیدا ملتا ہے اور نہ ان کے بعد کوئی شاعر کامیابی کے ساتھ اس کی نقل یا تتبع کر سکا۔ ان کا فکر بیشتر تلمیحات کے پس منظر سے ابھرتا ہے اور ان کا فن محاکات کا فن قرار دیا جاسکتا ہے۔

اقبال کا نصف کلام تاریخ، اسلامی روایات اور اہل مغرب کے اقوال اور شعرائے مشرق کے اشعار پر استوار ہے ان کا رہوار فکر ان تمام وادیوں میں عجیب عجیب طرز سے تیز گام اور آہستہ خرام دکھائی دیتا ہے جب تیز ہو تو براقی طبع کا سماں بندھ جاتا ہے، جب ہلکا چلے تو آہستہ راں اے ساربان کی حدی سنائی دینے لگتی ہے مگر جیسا کہ میں نے کہا اقبال کا میدان فکر اتنا وسیع ہے کہ مختصر وقت میں اس کے کسی بھی حصے کا مکمل احاطہ ناممکن ہے مجھے بھی اب یہی دشواری پیش ہے صرف تاریخ کے حوالے ہی سے اگر بات کی جائے تو پورا دفتر تیار ہوتا ہے، تعلیم، جمہوریت، وطنیت، مطالعہ، فطرت، حکمت، اجتہاد، عورت، زندگی، عشق کسی بھی پہلو پر سرسری جائزے کا تنگی، وقت اجازت نہیں دیتی انہوں نے اپنے فلسفہ فکر کا اظہار بصورت نثر انگریزی میں اور بصورت شعر آزادی بخش اردو اور فارسی میں کیا ہے۔

میں اس بارے میں ان کے فکر کا جائزہ مختصراً ایک نئے پہلو سے لے کر اس مضمون کو ختم کردوں گا اقبال نے مغرب کا بڑا دقیق مطالعہ کیا مغربی ادب پر ان کی بہت گہری نظر تھی اردو و فارسی شاعری میں انہوں نے مغربی ادب کے بڑے جاندار حوالے جا بجا دیے ہیں اور دانش وران فرنگ کے نظریات کو بڑی خوب صورتی سے اردو اور فارسی کا جامہ پہنچایا ہے انہوں نے بسا اوقات یہ ترجمے اپنی برجستگی سے کیے ہیں کہ ان پر ترجمے کا گمان بھی نہیں ہوتا اور وہ اتنے مکمل ہیں کہ اصل کا لطف

ان میں آتا ہے پھر انہوں نے جو خیالات اس غرض سے چنے ہیں ان سے فکر کے حسن انتخاب کا جوہر بھی خوب کھلتا ہے بعض اوقات ان افکار کے ساتھ اپنا نظریہ بھی پیش کر دیا ہے فکر کا یہ موازنہ، اگر اس پر غور کیا جائے، تو بڑا دل چسپ ہے اس میں فن کی ہنر کاری بھی شامل ہے میں چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔۔۔۔شوپن ہار کی قنوطیت،۔۔۔۔شوپن ہار اور نیٹشے اقبال نسخہ تجویز کرتے ہیں:

درماں ز درد ساز اگر خستہ تن شوی

خوگر بہ خار شو کہ سراپا چمن شوی

غالب کا خیال بھی قریب تر ہے

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج

اسی کتاب میں محبت رفتگاں میں ٹالسٹائے، کارل مارکس، ہیگل، مزدک نظریات۔۔۔محنت کے باب میں۔۔۔کہ جان خدا داد را خواجہ بجامے خرید، آدم از سرمایہ داری قاتل آدم شد است۔۔۔فطرت اضداد خیز لذت بیکار داد۔۔۔خواجہ و مزدور را آمر و مامور را نعمت گم گشتہ خور را زخسرو باز گیر۔۔۔جس کے بعد ان کی اپنی نظم۔۔۔۔جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی۔۔۔فکر کی کتنی ہموار اڑانوں کا پتہ دیتی ہے۔

جمہوریت کے متعلق ان کے فکر نے لینن اور قیصر ولیم کا مکالمہ تخلیق کیا دونوں کا ایک ایک شعر ان کی بحث کا حاصل ہے۔

شرار آتش جمہور کہنہ ساماں سوخت

ردائے پیر کلیسا، قبائے سلطاں سوخت

2 ایضاً ("پیام مشرق") ص 325 3 ایضاً ص 385

وردولیم کی بیان کردہ یہ حقیقت:

نماند ناز شیریں بے خریدار
اگر خسرو نباشد کوہکن ہست

یعنی کمیونزم نظام بھی تو مزدوروں کا استبداد وجود میں لا سکتا ہے۔ جمہوریت کے باب میں ان کا فکر ہمیشہ متوازن نظریے کا حامی رہا۔ Tyranny of majority on minority اس کی سب سے بڑی خرابی ہے اور پھر یہ وہ طرز حکومت ہے جس میں:

بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

یا

اگر تاج کئی جمہور پوشد
ہماں ہنگامہ ہا در انجمن ہست

دو نمونے پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا فلاسفروں کے جس فکر سے ان کے فکر کو کہنے کا جواز ملا ایک ایک شعر میں ان کو کسی خوبی سے نمایاں کیا ہے، لاک، کانٹ اور برگساں انگریز، جرمن اور فرانسیسی حکما ہیں:

لاک:

ساغرش را سحر از بادہ خورشید افروخت
ورنہ در محفل گل لالہ تہی جام آمد

کانٹ:

فطرتش ذوق مئے آئینہ فامے آورد
از شبستان ازل کوکب جامے آورد

برگستان:

نہ مے از ازل آورد نہ جامے آورد
لالہ از داغ جگر سوز دوامے آورد

برگستان ہی نے یہ نکتہ آفرینی بھی کی ہے

عقلے بہم رساں کہ ادب خوردہ دل است

اور اقبال کا یہ شعر:

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

4 ایضاً، ص 380

5 ''کلیات اقبال اردو'' (''ضرب کلیم'') ص 211

6 ''کلیات اقبال فارسی'' (''پیام مشرق'') ص 380

7 ایضاً، ص 381 8 ایضاً، ص 388

9 ''کلیات اقبال اردو'' (''بانگ درا'') ص 108

ایک جام کے حوالے سے تینوں کی کیفیت فکر کے ساتھ فن کا بھی کمال ہے

اب براؤننگ اور بائرن کو دیکھیے

بے پشت بود بادہ سر جوش زندگی
آب از خضر بگیرم و در ساغر افگنم

از منت خضر نتواں کرد سینہ داغ
آب از جگر بگیرم و در ساغر افگنم

خضر کے حوالے سے دونوں کی شاعری کا انداز کس خوب صورتی سے پیش کیا ہے!

ایسی مثالیں بے شمار ہیں مشرق کے حکما اور شعرا کے حوالے سے بھی ان کا فکر ایسی ہی جولان گاہ میں محوخرام ملتا ہے یہ ایک زاویہ ہے جس پر پہلے شاید غور نہیں ہوا، اور ان کے اظہار خیال کے اس پیرایے پر کام کیا جا سکتا ہے اس ضمن میں گوئٹے کے ''فوسٹ'' کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے

قصہ بیان ابلیس و حکیم
زیر کی ز ابلیس عشق از آدم است

غالباً! کیٹس کا قول ہے، فلسفے سے تمام طلسم یک دم ٹوٹ جاتے ہیں اقبال کے ہاں بھی فلسفہ تمام تر عقل کے تابع ہے، وہ اسے کوئی ضابطہ حیات نہیں مانتے تھے ان کا شعر ہے:

نہ فلسفی سے نہ ملا سے ہے غرض مجھ کو
یہ دل کی موت! وہ اندیشہ و نظر کا فساد!

ان کو عجیب نوع کی قلندری سے پیار تھا جس کی اساس یہ شعر بنتا ہے:

با ہر کمال اند کے آشفتگی خوش است
ہر چند عقل کل شدہ بے جنوں مباش

اور ان کے فکر میں یہی جنون گویا رواں دواں ملتا ہے

10 ''کلیات اقبال فارسی''(''پیام مشرق'')ص382

11 ایضاً ص386 12 ایضاً ص388

13 ''کلیات اقبال اردو''(''بال جبریل'')ص326

14 ایضاً،(''بانگ درا'')ص242

☆☆☆☆☆☆

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006